ابراہیم علیہ السلام کا وہ خواب ہے جس میں انہوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ حدیث میں پہلی قسم کے نزول کی کیفیت اس طرح بیان کی گئی ہے:۔

آپ فرماتے ہیں "پہلے جرس کی سی آواز سنائی دیتی ہے، میں خاموش ہو کر ہمہ تن گوش ہو جاتا ہوں، وحی کو سنتا ہوں اور یاد کر لیتا ہوں بعض حالات میں ایسی شدت کی تکلیف محسوس ہوتی ہے کہ بس معلوم ہوتا ہے کہ اب دم گھٹ جانے والا ہے" (مسند احمد)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نزول وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہو جاتا تھا، آپ سر جھکا لیا کرتے تھے، سخت سردی کے زمانہ میں موتی کی طرح پسینے کے قطرے آپ کی پیشانی سے ڈھلکنے لگتے تھے۔

ما یوحیٰ اور ما انزل اللہ سے قرآن اور سنت دونوں مراد ہیں۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی کے متبع تھے، یہ وحی قرآن و سنت دونوں پر مشتمل تھی۔ اس میں آپ کی خواہش کا کوئی دخل نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکامِ الٰہی کو نافذ اور حدود اللہ کو قائم کرنے کے لیے تشریف لائے تھے نہ کہ ان کو کم و بیش کرنے یا توڑنے کے لیے۔ اس لیے یہاں اس قسم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہاں یہ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی خفی (سنت) کے ذریعہ قرآن مجید کے معانی اور مصداق کو متعین فرمایا، اور قرآنی اصول و ضوابط کی روشنی میں حلال و حرام کی ایسی فہرست بھی آپ نے امت کو بتائی جو قرآن میں صراحۃً مذکور نہیں ہے۔

قرآن حکیم نے آپ کے اس منصب کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ۔ (اعراف - ۱۵۸)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھیراتے ہیں اور خبیث (گندی) چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۳) اس سوال کے پیچھے دراصل یہ ذہن کام کر رہا ہے کہ عہد نبوی اور صحابۂ کرام کے دور میں تو احادیث کا نام و نشان بھی نہ تھا، یہ تو دو سو سال کے بعد وجود میں آئیں، اور یہ کہ جو دینی سرمایہ کتابی شکل میں مدون نہ تھا اس پر عملدرآمد کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اصل معاملہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء نے